(ڈبلیو سیریز)--1998--۲۵واں درس

عنوان۔حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡكَرِيۡمِ اَمَّا بَعۡدُ

فَاَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيۡمِ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

وَالسّٰبِقُوۡنَ الۡاَوَّلُوۡنَ مِنَ الۡمُهٰجِرِيۡنَ وَالۡاَنۡصَارِ وَالَّذِيۡنَ اتَّبَعُوۡهُمۡ بِاِحۡسَانٍ رَّضِىَ اللّٰهُ عَنۡهُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡهُ وَاَعَدَّ لَهُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ تَحۡتَهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَاۤ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِيۡمُ

(۹سورہ التوبہ---آیت ۱۰۰)

ترجمہ کو پھر سے ذہنوں میں تازہ کرلیجئے ارشاد ربانی ہے کہ---بڑھ کر پہل کرنے والے مہاجرین میں سے اور انصار میں سے اور جنہوں نے نیکی کے ارادے سے ان کا اتباع کیا، ان کی پیروی کی، اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اللہ سے راضی ہوئے اور ان کے لئے جنت ہے جس کے دامن میں نہریں بہتی ہیں، وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، یہ فوز العظیم ہے، یہ بہت بڑی کامیابی ہے (سبحان اللہ -اللہ ہم سب کو عطا فرمائے)

آیئے اللہ رب العزت کا شکر ادا کریں جس نے اپنی قدرتِ کاملہ سے آج ہمیں حالتِ ایمان میں یہاں تک لا پہنچایا ہے ،ایمان سے، احتساب سے دن کے روزے رکھتے ہوئے اور راتوں کا قیام کرتے ہوئے کلامِ الٰہی کو سمجھ سمجھ کر ٹھہر ٹھہر کر ایک ایک لفظ پر اپنا احتساب کرتے ہوئے سنتے اور سناتے ہوئے آخری عشرہ میں لا پہنچایا ہے ،طاق راتوں میں لا پہنچایا ہے اور ۲۵ویں درس تک لا پہنچایا ہے ،

کتنے ہی ہمارے محسن، عزیز واقارب ایسے ہیں جو گزشتہ سال تو ہمارے ہمسفر تھے اب اللہ کو پیارے ہو چکے ان کے لئے مغفرت کی دعا کریں ساتھ ہی زندگی کی مہلت سے بھرپور فائدہ اٹھائیے،

اللہ ہمیں شکر کی توفیق عطا فرمائے اور آج کا شکر تو آج کے درس کو سمجھنے کی ایک اعلیٰ شکل ہے ، یہ تو اب آپ کو یاد ہو گیا نا! ، کہ منطقی اصول کیا ہے؟ ہر موجد اپنی ایجاد سے پہچانا جاتا ہے، خالق اپنی مخلوق کی عظمتوں سے پہچانا جاتا ہے ، درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے اور ہر استاد اپنے شاگردوں کی عظمتوں سے پہچانا جاتا ہے، آیئے اس کائنات کے لاثانی استاد آقائے نامدار ﷺ کو ان کے صحابہؓ کی عظمتوں سے پہچانیں، آیئے اس فرمانِ رسول ﷺ کی طرف لپکیں اور بڑھیں جہاں کہا گیا کہ میرے صحابہؓ ستاروں کی مانند ہیں جس کی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے او کما قال ﷺ، جو بھی نبی کریم ﷺ کے الفاظ تھے مفہوم تھا،

آج کے درس کے صحابی حضرت مصعب بن عمیرؓ

-پہلی عظمت-حضرت مصعب بن عمیرؓ انتہائی مالدار گھرانے کے حسین وجمیل نوجوان تھے ، نبی کریم ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ مکہ میں مصعب بن عمیرؓ سے زیادہ کوئی حسین خوش پوشاک اور پروردہ نعمت میں نے نہیں دیکھا، پیش نظر رہے کہ ان کے کپڑے شام سے ڈھل کر آیا کرتے تھے اور یہ بھی کہ وہ جہاں سے گزرتے تھے لوگ خوشبو سے پہچان لیتے تھے کہ مصعب بن عمیرؓ ان راہوں سے گزرے ہیں-سبحان اللہ، نہ یہ دولت ، نہ یہ حسن، نہ یہ پوشاک، نہ یہ نعمتیں انہیں کسی برائی کی طرف نہ لے جا سکیں ،اسی لئے یہ عظمت بنی۔

-دوسری عظمت-اللہ رب العزت نے حضرت مصعب بن عمیرؓ کو اس ظاہری حسن کے ساتھ سلامتی ذوق اور طبع لطیف کے [illegible] ناز ونعمت سے پالا تھا اور ان کا یہ تعاون تھا کہ عمدہ سے عمدہ پوشاک اور خوشبوئیں میسر آتی تھیں، تاہم رحمتِ الٰہی ملاحظہ کیجئے شباب میں پہلے ایمان لانے والوں میں سے تھے۔

-تیسری عظمت-حضرت مصعب بن عمیرؓ نے ایک عرصہ تک اپنے اسلام کو اور صحابہؓ کی طرح اور پہلے ایمان لانے والوں کی طرح پوشیدہ رکھا اور چھپ چھپ کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضری دیتے رہے لیکن ایک روز اتفاقاً (اور اسلام میں کوئی اتفاق کا لفظ نہیں ہے اللہ رب العزت سے ہر شے طے ہے، لہذا اس طے شدہ کے مطابق) عثمان بن طلحہؓ نے مصعب بن عمیرؓ کو نماز پڑھتے دیکھ لیا تو فوراً ان کی والدہ کو اور ان کے خاندان والوں کو خبر دی، ایک زمانے تک قیدِ تنہائی کے مصائب کاٹتے رہے لیکن ایمان میں کوئی جنبش نہ آنے دی۔

-چوتھی عظمت-حضرت مصعب بن عمیرؓ جس دن اور جس حال میں گھر سے نکلے (سبحان اللہ) وہ بھی ایک لاثانی کیفیت

تھی، اس کائنات کا ایک یادگار دن بن گیا، ہوا یوں کہ ان کی والدہ نے ایک دن آخری حربے کے طور پر مال و دولت کا طعنہ دیا، کہنے لگیں مصعب امیر گھرانے کے چشم و چراغ ہو نا، ان آسائشوں کی بدولت ہی سے تو تمہیں مسلمان ہونے کی سوجھی ہے، ماں سے بے پناہ محبت کرتے تھے اور ایمان لانے کے بعد تو اور بڑھ گئی تھی لیکن ایمان کی راہ میں حائل ہونے کا کوئی تصور نہیں تھا ،ایک عرصے سے صعوبتیں برداشت فرما رہے تھے اس دن جب ماں سے یہ طعنہ سنا تو پیمانہ صبر لبریز ہو گیا ،شکستہ دل اٹھے اور کہا کہ ماں میری مرضی تو تم سے رخصت ہونے کو نہ تھی لیکن اگر تمہیں ان آسائشوں کا خیال ہے تو الوداع۔

-پانچویں عظمت-جب حضرت مصعب بن عمیرؓ کی والدہ کو اس ردعمل کا قطعاً گمان نہ تھا، انہوں نے فوراً ایک آخری بدحواسی والا حربہ استعمال کیا اور کہنے لگیں کہ مصعب یہ جو کپڑے تم نے زیب تن کئے ہوئے ہیں یہ بھی تمہارے والد کے پیسوں سے آئے ہیں (یعنی رزق حرام سے آئے ہیں، وہ کیا جانتیں کہ ایمان کی لذت کیا ہوتی ہے ،ایمان والوں کا ایثار کیا ہوتا ہے)حضرت مصعب بن عمیرؓ نے جو حیا کی اعلیٰ ترین منزلوں پر تھے پہلے قمیض اتاری، پھر ایک ہاتھ آگے رکھا اور زیرِ جامہ اتارا اور ایک ہاتھ پیچھے رکھا اور ننگے گھر سے نکل کھڑے ہوئے

-چھٹی عظمت-حضرت مصعب بن عمیرؓ اسی دوران ہجرتِ حبشہ سے نوازے گئے اور یوں ان خوش نصیبوں میں سے ہیں جنہیں اللہ رب العزت نے دوہری ہجرت سے نوازا تھا، ہجرتِ حبشہ بھی اور ہجرتِ مدینہ بھی لیکن ہجرتِ مدینہ کی شان ہی الگ تھی، معلم بنا کر بھیجے گئے تھے-سبحان اللہ، سرورِ کائنات ﷺ کی جوہر شناس نگاہ نے حضرت مصعب بن عمیرؓ ہی کو منتخب کیا، انہیں مدینہ منورہ روانہ فرمایا، یوں حضرت مصعب بن عمیرؓ پہلے سفیر بھی تھے پہلے معلم بھی تھے اور مقری کہلائے

-ساتویں عظمت-حضرت مصعب بن عمیرؓ نے حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کے مکان پر رہائش اختیار کی اور گھر گھر پھر کر تعلیمِ قرآن وسنت کا فریضہ ادا کیا کرتے تھے (خدمت کا لفظ کاٹ دیجئے) اس طرح سے رفتہ رفتہ جب کلمہ گو افراد کی ایک جماعت پیدا ہو گئی تو نماز و تلاوت و قرآن کے لئے حضرت اسعدؓ کے مکان پر اور کبھی بنی ظفر کے مکان پر سب کو جمع کیا کرتے تھے۔

-آٹھویں عظمت-وہ دن بھی آیا جس دن قبیلہ عبدالاشہل کے سردار حضرت سعد بن معاذ نے اپنے رفیق حضرت اسید بن حضیر سے کہا کہ اس داعی اسلام کو اپنے محلے سے نکال دو، جو یہاں آ کر ہمارے ضعیف الاعتقاد اشخاص کو گمراہ کرتا ہے اگر اسعد (میزبانِ حضرت مصعبؓ) سے مجھ کو رشتہ داری کا تعلق نہ ہوتا تو میں تم کو اس کی تکلیف نہ دیتا، جسے سن کر حضرت اسید نے نیزہ اٹھایا اور حضرت مصعب بن عمیرؓ کے پاس پہنچے، خشم آلود لہجے میں کہا

تمہیں یہاں کس نے بلایا کہ یہاں کے ضعیف رائے لوگوں کو تم گمراہ کرو؟ اگر تمہیں اپنی جانیں عزیز ہیں تو بہتر ہے کہ ابھی یہاں سے چلے جاؤ، حضرت مصعب بن عمیرؓ (معلم تھے ناں لہذا) نرمی سے جواب دیا کہ بیٹھ کر ہماری بات سن لیجئے، اگر پسند آئے تو قبول فرمالیں اور نہ پسند آئے تو ہم خود ہی چلے جائیں گے

نیزہ گاڑ کے وہیں بیٹھ گئے اور غور سے سننے لگے، حضرت مصعب بن عمیرؓ نے چند آیات قرآن کریم کی تلاوت کیں (عرب تھے ناں، معنی جانتے تھے) الفاظ کے ساتھ ساتھ بات دل میں اترتی چلی گئی، تھوڑی ہی دیر میں اسید رضی اللہ عنہ بن چکے تھے، بیتاب ہو کر بولے کہ کیا اچھا مذہب ہے کتنی بہتر ہدایت ہے، اس مذہب میں داخل ہونے کا طریقہ کیا ہے ؟ حضرت مصعب بن عمیرؓ نے اب قانونی شرائط پوری کیں، کہا کہ پہلے نہا دھو کر کپڑے پہنو، پھر صدقِ دل سے اقرار کرو کہ اللہ کے علاوہ کوئی الہٰ نہیں ہے، (کوئی خالق نہیں، کوئی رازق نہیں، کوئی مشکل کشا نہیں، کوئی حاجت روا نہیں) اور محمد ﷺ اللہ کے آخری نبی اور رسول ہیں، انہوں نے فوراً اس کی تعمیل کی اور اس کے بعد کہنے لگے کہ الحمدللہ اللہ کا بہت کرم ہوا، ایک کام مصعب کہیں اور کر ڈالو کہ ایک شخص اور اس راہ پر آجائے تو سارے کا سارا قبیلہ اس کے ساتھ آئے گا میں اسے ابھی لے کر پہنچتا ہوں۔

نویں عظمت۔ وہ جب ان کے کہنے پر (طویل بات ہے مختصراً عرض کردوں) عبدالاشہل کے سردار پورے غیض وغضب سے ناپاک ارادوں سے حضرت مصعب بن عمیرؓ کے پاس پہنچے اس معلمِ عزیز نے، اس قرآن کریم پڑھانے والے نے، اس مقری نے ان کے سامنے اسلام کا تحفہ پیش کیا، حضرت سعد کا چہرہ نورِ ایمان سے چمک اٹھا، اسی وقت مسلمان ہوئے، پورے جوش سے واپس گئے، ببانگِ دہل بلا کر سب کو سوال کیا کہ اے بنی اشہل بتاؤ میں کون ہوں؟ اور اہلِ قبیلہ نے جواب دیا تم ہمارے سردار ہو، ہم میں سے سب سے زیادہ عاقل ہو، عالی نسب ہو، بولے اللہ کی قسم تمہارے مردوں اور تمہاری عورتوں سے گفتگو مجھ پر حرام ہے جب تک تم اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان نہ لاؤ، اس طرح عبدالاشہل کا تمام قبیلہ حضرت سعد بن معاذؓ کے اثر سے حلقہ اسلام میں داخل ہو گیا، حضرت مصعب بن عمیرؓ کی تعلیمات نکھریں، بڑھیں۔

دسویں عظمت۔ مدینہ منورہ میں جمعہ کی نماز کا قیام --حضرت مصعب بن عمیرؓ نے دربارِ نبوت سے اجازت حاصل کر کے حضرت سعد بن خثیمہؓ کے مکان میں جماعت کے ساتھ نماز جمعہ کی ابتدا کی، پہلے کھڑے ہو کر نہایت مؤثر انداز میں خطبہ دیا، پھر خشوع وخضوع کے ساتھ نماز پڑھائی، اور بعد نماز حاضرین کی ضیافت کے لئے بکری ذبح کی گئی اس طرح یہ عظیم شعار اسلامی حضرت مصعب بن عمیرؓ کی تحریک سے اللہ رب العزت نے قائم فرمادی۔

-گیارہویں عظمت- عقبہ کی پہلی بیعت میں صرف ۱۲ انصار شریک تھے لیکن جب حضرت مصعب بن عمیرؓ سال بھر کی کمائی لے کر لوٹے تو چھ کی بجائے ۷۳ اکابرینِ داعی نے بیعت کی تجدید کی اور رسول اللہ ﷺ کو مدینہ آنے کی دعوت دی۔

-بارہویں عظمت--- ۲ ہجری میں حق و باطل میں خون ریز معرکوں کا سلسلہ شروع ہوا، حضرت مصعب بن عمیرؓ میدانِ تعلیم وسفارت کی طرح اس میدان کی بھی عظیم شخصیت ثابت ہوئے، غزوہ بدر میں جماعتِ مہاجرین کا سب سے بڑا علَم ان کے ہاتھ میں تھا، غزوہ احد کی علمبرداری کا تمغہ شرف بھی انہی کے سینے پہ سجا۔

-تیرہویں عظمت -یومِ احد کو جب اجتہادی بھول ہوگئی، مسلمانوں کی فتح دیکھ کر جس درہ پر نبی کریم ﷺ نے اس جماعت کو بٹھایا تھا اور یہ کہا تھا کہ ہم ہاریں یا جیتیں تم نے یہاں سے نہیں ہلنا، بڑوں کے ساتھ شیطان بھی بڑا ہوتا ہے نفس بھی بڑا ہوتا ہے اور جب بھولیں ہو جائیں تو بڑوں کی سزائیں بھی بڑی ہوتی ہیں، صحابہؓ سے اجتہادی بھول ہوگئی، اندر سے یقین کامل اٹھا کہ اب تو فتح ہو چکی اب تو مشرکین بھاگ رہے ہیں، یہ حکم تو فتح سے پہلے پہلے کا تھا لیکن قانون قانون ہے، اللہ کی سنت نہیں بدلتی، گرفت ہوئی سزا ملی، نقد سزا ملی اور یہی وہ دن تھا جس دن کہ آقائے نامدار ﷺ کے چہرے پر زخم بھی آئے، خون بھی نکلا، کڑیاں بھی دانتوں سے نکالی گئیں، غشی کی بھی کیفیت ہوئی، اٹھا کر غار میں لے جایا گیا، عین اُس وقت حضرت مصعب بن عمیرؓ یکتا و تنہا مشرکین کے نرغہ میں ثابت قدم رہے، اطاعتِ رسول ﷺ (اللہ اکبر) کی اعلیٰ ترین مثال قائم کی، اسی حالت میں مشرکین کے سردار نے بڑھ کر جو وار کیا تو داہنا ہاتھ کٹ گیا، علَم کو فوراً بائیں ہاتھ میں تھاما، پھر وہ اور آگے بڑھا اور جبکہ حضرت مصعب بن عمیرؓ کی زبانِ مبارک پر با آواز بلند آیت جاری تھی

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ۔ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ

اور محمد ﷺ صرف رسول ہیں ان سے پہلے بھی بہت سارے رسول گزرے ہیں

(۳ آل عمران -- آیت ۱۴۴)

ابن قمیہ نے دوسرا وار کیا تو بایاں ہاتھ بھی کٹ کے وہ جا پڑا، لیکن اس دفعہ دونوں کٹے ہوئے بازوؤں سے حلقہ کیا اور دانتوں سے علَم کو تھام لیا، علَم کو پھر بلند رکھا (کافر کہاں باز آنے والے تھے، حضرت مصعب بن عمیرؓ کو یہ عظمتیں جو ملنی تھیں، سبحان اللہ وہ حسین جوانی) اس بدبخت نے تلوار پھینک کر نیزہ لیا، سینے میں اس زور سے مارا کہ انی ٹوٹ کر سینے پر جم گئی، قرآن کریم پڑھانے والے، مقری کہلانے والے، معلمِ عظیم نے عظیم شہادت حاصل کی اور اللہ کو پیارے ہوگئے، ان کے بھائی ابوالروم بن عمیرؓ نے بڑھ کر علَم کو سنبھالا اور آخری وقت تک شجاعانہ مدافعت کرتے رہے۔

-چودھویں عظمت-حضرت مصعب بن عمیرؓ کی لاش کے قریب نبی کریمﷺ کھڑے ہوئے اور جس آیت کی تلاوت فرمائی، اسے سنیں

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ-(۳۳سورہ الاحزاب آیت۲۳) مؤمنین میں سے چند آدمی ایسے ہیں جنہوں نے اللہ سے جو کچھ عہد کیا تھا اس کو سچا کر دکھایا

(سبحان اللہ) اور پھر لاش سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ

مصعب میں نے مکہ میں تمہارے جیسا حسین وخوش پوشاک کوئی نہیں دیکھا تھا لیکن آج میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہارے بال الجھے ہوئے ہیں اور جسم پر صرف ایک چادر ہے اور پھر ارشاد ہوا کہ مصعب بیشک اللہ کا رسولﷺ گواہی دیتا ہے کہ تم قیامت کے دن اللہ کے حضور کامیاب وکامران اٹھائے جاؤ گے، اوکما قالﷺ، جو بھی الفاظ تھے جو بھی مفہوم تھا ،

یہاں وہ عظمت بھی یاد کر لیجئے کہ مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کے سامنے سے مصعبؓ ایک دن گزرے، بیساختہ رسالت مآبﷺ کی نگاہیں اٹھیں دیکھا کہ ایک کمبل ہے جسے کانٹوں سے جوڑا ہوا ہے، آنسو رک نہ سکے، موتی ڈھلک گئے اور کہا سبحان اللہ مصعبؓ کہاں سے چلا تھا کہاں پہنچا ہے، میرے محسنو، یہ مانگنے کی عظمتیں ہیں ، مانگ لو ان طاق راتوں میں، اس آخری عشرے میں اس عاجز کے لئے اللہ مجھے بھی شہادت عطا فرمائے اور آپ کو بھی، اللہ مجھ سے بھی کام لیتا رہے اور آپ سے بھی، اللہ میرا بھی خاتمہ بالخیر کرے اور آپ کا بھی۔ آمین ثم آمین، اگلی عظمت

-پندرھویں عظمت-حضرت مصعب بن عمیرؓ کی لاش پر صرف ایک چادر تھی، حضرت حمزہؓ کی طرح اگر کھینچ کر سر ڈھانپا جاتا تو پاؤں ننگے ہوتے اور اگر پاؤں ڈھانپے جاتے تو سر ننگا ہوتا، آخر میں وہی سنت قائم ہوئی کہ سر ڈھانپ دیا گیا اور پاؤں پر اذخر کی گھاس ڈال دی گئی

ان کے بھائی حضرت ابوالروم بن عمیرؓ نے حضرت عامر بن ربیعہؓ نے انہیں دفنایا، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس طرح سے

----اس کائنات کا ایک عظیم نوجوان،

------اس کائنات کا ایک مالدار صاحب ایمان،

-------اس کائنات کا وہ معلم جس نے دولتیں چھوڑیں، جس نے گھر چھوڑا، جس نے ماں چھوڑی، جو الف ننگا گھر سے نکلا تھا جسے جب بھی آقائے نامدارﷺ نے دیکھا وہی کچھ کہا جو آپ سن چکے ، جو مقری کہلایا جس کی اجرت اس کے اللہ

سے یہی ملنی تھی یہی ملی ،اللہ مجھے بھی عطا فرمادیں، وہ بالآخر اپنا وعدہ پورا کر کے اللہ کے حضور پہنچے۔

اگر آپ نے اس عاجز کی ان معروضات کو حضرت مصعب بن عمیرؓ -مقریؓ کے اعمال کو ایمان ،احتساب اور عمل کے ارادے سے سنا ہے تو مبارک ہو رمضان المبارک کا حق ادا ہوا، آخری عشرے کا حق ادا ہوا، طاق راتوں کا حق ادا ہوا (اس کے بعد جو سانس آئیں ان کا حق الگ) آپ نے جانا کہ اللہ کی سنت کبھی نہیں بدلتی، عظمتیں جان اور مال کے لگانے سے ملتی ہیں، آپ پر یقیناً یہ عقدہ کھلا کہ اگر دنیا مقصود کے درجے میں کمائی جا رہی ہو تو دین یقیناً ثانوی پوزیشن میں چلا جاتا ہے۔ مقصود کے درجے میں نہیں دین کو لیا جاتا، اگر دین مقصود کے درجے میں کمایا جا رہا ہو (رحمت صرف اللہ سے) تو پھر یقیناً دنیا ثانوی کیفیت میں چلی جاتی ہے ،

دو کشتیوں پر پاؤں نہیں رکھے جا سکتے، غائب سے لینے کی راہ اللہ کی دی ہوئی ہر شے، اللہ کی دی ہوئی جان، اللہ کا دیا ہوا مال، اللہ کی دی ہوئی صلاحیتیں، اللہ کی دی ہوئی عزتیں اللہ کا دیا ہوا سب کچھ اللہ کی راہ میں کھپانے سے ملتا ہے اور آپ نے جانا کہ اطاعت اللہ اور اطاعت رسول جب دل میں ٹھہر جاتی ہے تو عزت و رسوائی کے پیمانے بدل جاتے ہیں، اللہ کریں کہ اس عاجز کی نسبتیں بھی حضرت مصعب بن عمیرؓ سے ہوں اور آپ کی بھی اور نبی کریم ﷺ کے ہر امتی کی۔ آمین ثم آمین --- السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

(اے ۲۰۰۲ء) کی امت مسلمہ، تم میں سے ایک بہت بڑی اکثریت نے، کروڑوں نے اس عاجز کو مسلسل ۹ سال، رمضان المبارک میں پڑھا اور سنا، سراہا، لیکن بہت بڑی اکثریت نے جیسے اسوہ رسول ﷺ کو نہیں اپنایا اسی طرح سے اسوہ صحابہؓ، اسوہ مصعب بن عمیرؓ کو بھی نہیں اپنایا (لذتیں ہی لیتے رہے، واہ واہ ہی کرتے رہے) حالانکہ تمہاری اپنی دنیاوی زندگی میں ایک بھی شے نہیں آئی جو تمہیں پسند ہو اور تم نے اسے اپنایا نہ ہو ،اس بدترین منافقت پہ بالفعل محکومی و محتاجی کی -- نقد سزا -- نہ ملتی تو کیا ملتا؟؟

کیا آج بھی اسوہ رسول ﷺ، اسوہ صحابہؓ اور اسوہ مصعب بن عمیرؓ کی طرف نہیں لوٹو گے؟ آج بھی ساتھ نہیں دو گے؟